امیر المومنین خلیفہ بلا فصل رسول ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سب سے پہلے مبلغ اسلام، قبول اسلام، تبلیغی مساعی اور محبت رسول کا مختصر تذکرہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ، لقب صدیق و عتیق اور کنیت ابوبکر ہے۔والد محترم کا نام نامی عثمان، کنیت ابوقحافہ۔ والدہ کا اسم گرامی سلمیٰ بنت صخر، کنیت ام الخیر سے زیادہ مشہور تھیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ فیل سے اڑھائی سال بعد پیدا ہوئے۔ نہایت حسین و جمیل اور مکہ کے مشہور اور بڑے سوداگر تھے۔ عہد جاہلیت میں بنو تیم کے رئیس ہونے کی وجہ سے خون بہا اور جرمانے کے مقدمات کے فیصلے ابوبکر ہی کیا کرتے تھے۔ اور قریش کے بڑے لوگوں میں ان کا شمار تھا۔ تمام اہم امور میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جاہلیت میں بھی دوستانہ تھا۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے جونہی دین اسلام کی دعوت کو ابوبکر کے سامنے پیش کیا ابوبکرؓ نے اسی وقت بلاتامل قبول کرلیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں نے جس کسی پر اسلام کو پیش کیا وہ اسلام قبول کرنے میں کچھ نہ کچھ ضرور جھجکے مگر ابوبکر نے اسلام قبول کرنے میں ذرہ بھی توقف نہیں کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی جس کو حضرت کعبؓ نے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ابوبکر کے اسلام لانے کا ابتدائی محرک ایک خواب تھا جو انہوں نے بغرض تجارت شام گئے ہوئے دیکھا۔ جس کی تعبیر کے لئے بحیرا راہب کے پاس گئے۔ خواب بیان کیا تو بحیرا نے تعبیر دینے سے پہلے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ حضرت ابوبکر نے کہا مکہ میں رہنے والا ہوں۔ پھر پوچھا کس خاندان سے ہو؟ ابوبکر نے کہا قریش سے۔ پھر پوچھا تمہارا پیشہ کیا ہے؟ کہنے لگے تاجر ہوں۔ یہ سب باتیں سن کر راہب نے کہا کہ اللہ نے تمہیں سچا خواب دکھایا ہے۔ ایک عظیم الشان رسول تمہاری قوم میں مبعوث ہونگے۔ تم انکی زندگی میں وزیر اور انکی وفات کے بعد انکے خلیفہ ہونگے۔ مگر اس خواب کا تذکرہ انہوں نے اس وقت کسی سے نہیں کیا۔

دوسری وجہ: ایک دفعہ سیدنا ابوبکر صدیق صحن کعبہ میں کھڑے تھے۔ اتنے میں امیہ بن صلت شاعر جو جاہلیت کے دور میں موحدانہ نظمیں پڑھا کرتا تھا کعبہ میں آیا اور ابوبکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "جس نبی ﷺ کی آمد کا انتظار ہورہا ہے وہ ہم میں یعنی طائف میں مبعوث ہونگے یا تم قریش میں؟ حضرت ابوبکر نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس کے بعد اس کا جواب پوچھنے کے لئے ورقہ بن نوفل کے پاس گئے اور امیہ بن صلت کے اس سوال کا ان سے ذکر کیا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا: "بھائی مجھے علوم سماوی پر عبور حاصل ہے۔ جس نبی کی آمد کا انتظار

کیا جارہا ہے وہ وسط عرب کے ایک خاندان سے ظاہر ہوگا اور چونکہ میں علم الانساب کا بھی ماہر ہوں اس بناء پر کہتا ہوں کہ تمہاری قوم قریش نسب کے لحاظ سے وسط عرب ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمہارے اندر یعنی قریش سے ظاہر ہوگا۔

تیسری وجہ: مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری مرحوم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب سیرت کبریٰ میں ایک تیسری وجہ بھی لکھی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ "ایک چاند جو مکہ پر نازل ہوکر مختلف اجزاء میں تقسیم ہوگیا اور اسکا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک گھر میں داخل ہوگیا اور پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تمام اجزاء اکٹھے ہوئے اور چاند انکی گود میں آگیا"۔ اسکی تعبیر کے لئے وہ ایک کتابی معبر کے پاس گئے۔ اس سے خواب بیان کیا۔ معبر نے یہ تعبیر دی کہ تم اس آخر الزمان نبی و رسول ﷺ کی پیروی کروگے۔ جس کا انتظار کیا جارہا ہے۔ اور اس کے تابداروں میں سب سے افضل و اشرف ہوگے۔ سیدنا ابوبکر صدیق پہلے ہی اور لوگوں کی طرح منتظر تھے مگر اس تعبیر کو سن کر انکے دل میں ایک شوق پیدا ہو۔ چنانچہ جونہی آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا اور اپنے بااعتماد دوست ابوبکر کو دعوت دینِ حق دی تو انہوں نے بلاتامل قبول کرلیا۔ علامہ بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک وجہ اور بھی بتائی ہے کہ ابوبکرؓ پہلے ہی آغاز بعثت اور دلائلِ نبوت کی تصدیق کرچکے تھے ۔ اس لئے جیسے ہی آپ نے دعوت پیش کی ابوبکر نے لبیک کہا۔

جب سیدنا ابوبکر نے قبولیت اسلام کا شرف حاصل کیا اس وقت انکی عمر اڑتیس سال ہوچکی تھی۔ تاجر پیشہ تھے ہجرت کے بعد مدینہ میں سلع کے مقام پر انکا کپڑا بنانے کا کارخانہ بھی تھا۔ کبھی کبھی خود بھی مال لے جایا کرتے تھے۔ عہد جہالت میں ابوبکر کی حسن مجالست، خوش کلامی اور تجارتی کاروبار کی وجہ سے تمام قریش ان سے محبت کرتے تھے اور ان کے پاس بہت لوگوں کی نشست و برخاست رہتی تھی۔ ابتداء میں سیدنا صدیق اکبر کے علاوہ بیرونی آدمیوں میں سے کسی کو ابھی دین کی دعوت نہیں پیش کی گئی تھی۔ سیدنا ابوبکر صدیق نے ایمان کی سعادت حاصل کی تو نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کا ہر جگہ چرچہ ہونے لگا کیونکہ ابوبکر صدیق نے سعادت ایمان کے حصول کے ساتھ ہی در پردہ تبلیغ دین کا کام شروع کردیا تھا۔ ہجرت سے پہلے قیام کا زمانہ مسلمانوں کے لئے جس طرح خوفناک تھا اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ان حالات میں اپنے ایمان کا اظہار ہی بہت مشکل تھا چہ جائیکہ دوسروں کو بُت پرستی سے ہٹا کر اپنے نئے مذہب میں لانے کی جرأت کی جاتی لیکن **حضرت ابوبکر کی قوت ایمانی نے اس خطرناک مہم کو اپنے دوشِ ہمت پر اٹھایا۔ انکی شب و روز کی دعوت و** تبلیغ ایسی کامیاب ہوئی کہ اوائل اسلام میں اسکی کوئی مثال نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے سب سے پہلے ان دوستوں کو دعوت اسلام دی جن پر مکمل اعتماد تھا۔ چنانچہ انکی مساعی سے حضرت عثمان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اسلام کے گرویدہ ہوکر نعمتِ ایمان سے مشرف ہوئے اور یہ نفوس قدسیہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ انکے علاوہ بھی بہت سے حضرات ہیں

جو ابوبکر صدیق کی کوشش اور تبلیغی مساعی سے اسلام میں داخل ہو کر اللہ کی رضا حاصل کر چکے۔ حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام اپنے داعیٔ اوّل ﷺ کے بعد جس جلیل القدر ہستی کا زیادہ مرہون منت ہے وہ ابوبکر صدیق ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سیدنا علی المرتضیٰؓ راوی ہیں کہ : "اے ابوبکر ، آدم علیہ اسلام سے لیکر قیامت تک جو لوگ میرے ساتھ ایمان لائیں گے ان سب کا ثواب اللہ نے مجھ کو عطاء کیا اور میری بعثت سے لے کر قیامت تک جو لوگ ایمان لائیں گے ان سب کا ثواب اللہ نے تجھے عطاء کیا" (کنز العمال)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی خواہش ہی یہ تھی کہ لوگ شرک و بت پرستی کی ظلمت سے نجات پائیں اور توحید الہیٰ کی شمع جلے۔ اسی آرزو کے پیش نظر جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس تک پہنچ چکی تو انہوں نے ہادیٔ عالم ﷺ سے درخواست کی کہ دین حق کی علی الاعلان دعوت و تبلیغ کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا، ابوبکر ابھی ہماری تعداد بہت کم ہے جب کچھ کثرت ہوجائے گی تو پھر ان شاء اللہ کھلم کھلا اعلان ہو گا۔ سیدنا ابوبکر عرض پرداز ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ کر سخت پریشانی ہوتی ہے کہ شرک و بت پرستی تو علانیہ ہو رہی ہو مگر حق مستور و محجوب ہو (دراصل ارحم امتی بامتی ابوبکر کی سچائی کا ایک اظہار ہورہا تھا) اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ جیسے شفیق نے ابوبکر صدیق کی دل شکنی گوارا نہ کی۔ اس لئے دین حق کی دعوت و تبلیغ کو علی الاعلان بیان کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اجازت ملنے کی دیر تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں کعبتہ اللہ میں پہنچ گئے اور دعوت دین حق پر تقریر شروع کر دی۔ قریش جو جہالت کے سمندر میں غرق تھے اس عمل کو ٹھنڈے دل سے بھلا کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ اُن کا طوفانِ غضب اہلِ توحید پر اُمڈ آیا۔ ابھی ابوبکر صدیق کی تقریر ختم نہیں ہوئی تھی کہ چاروں طرف سے ہجوم حملہ آور ہو گیا۔ تمام مسلمان زیرعتاب آگئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق کو سب سے زیادہ مارا پیٹا گیا۔ ان کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ جب ابوبکر صدیق کے خاندان بنو تیم کو معلوم ہوا کہ ابوبکر کو بہت بری طرح مارا پیٹا گیا ہے اور وہ بے ہوش گئے ہیں اور بچنے کا بھی کوئی امکان نہیں۔ وہ بڑی تیزی سے پہنچے اور انکو مشرکین کے ہاتھوں واگزار کرایا مگر ابوبکر اتنا پٹ چکے تھے کہ موت قریب نظر آرہی تھی۔ اس لئے خاندان کے لوگ پریشان ہوگئے اور انہوں نے کہا کہ اگر ابوبکر جانبر نہ ہوئے تو ہم انتقام لیں گے۔ اس کے بعد خاندان کے لوگوں نے سیدنا ابوبکر صدیق کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بحالت بے ہوشی ان کے گھر پہنچایا اور جتنے مسلمان زخمی تھے ہر ایک کو انکے اپنے اپنے گھر پہنچایا گیا اس دن تقریباً عصر کے وقت حضرت ابوبکر ہوش میں آئے تو فوراً پوچھا کہ حضور ﷺ کس حالت میں ہیں؟ جس پر خاندان کے لوگوں نے ملامت کی اور کہا کہ ایسی حالت کہ موت سامنے کھڑی ہے تم محمد ﷺ کو نہیں چھوڑتے اور ناراض ہو کر چل دیئے اور طنزاً آپکی والدہ سے کہا تم اسکا خود ہی خیال کرو لیکن سیدنا ابوبکر صدیق انکے چلے جانے کو خاطر میں نہ لائے۔ انکے چلے جانے کے بعد والدہ نے بڑی کوشش کی کہ کچھ کھا پی لو مگر وہ بار بار پوچھتے رہے کہ حضور ﷺ کس حالت میں

ہیں؟ بالآخر اپنی والدہ سے کہا اُم جمیل جو مسلمان ہو چکی تھی انکے پاس جا کر حضور ﷺ کا حال معلوم کرو۔ وہ خواہی نہ خواہی اٹھیں اور ام جمیل کے پاس پہنچیں مگر ام جمیل نے لاعلمی کا اظہار کیا اور خود مائی صاحبہ کے ساتھ ابوبکر کی عیادت کے لئے ساتھ ہولیں ابوبکر صدیق کو دیکھ کر رونے لگیں کہ ظالموں نے ظلم کی انتہا کر دی ہے اور کچھ دیر بعد انہوں نے بھی بالاصرار کہا کہ کچھ کھا پی لو مگر ابوبکر صدیق کو حضور ﷺ کے حالات کی اطلاع کا تقاضا کر رہے تھے آخر ام جمیل نے کہا حضور ﷺ خیر و عافیت سے ہیں فکر نہ کرو پھر پوچھا آپ کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا دار ارقم میں ہیں جس پر سیدنا ابوبکر صدیق نے کہا واللہ جب تک میں آپ کو دیکھ نہ لونگا اس وقت تک کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ جس پر مجبوراً والدہ غالباً ام جمیل کے تعاون سے اپنے بیٹے کو تھامے حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ آقا ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر ابوبکر صدیق قدموں میں گر پڑے اور قدم بوسی کی۔ سیدنا ابوبکر صدیق کی حالت کو دیکھ کر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھنے والے اصحاب پر رقت طاری ہو گئی۔اسی اثنا میں سیدنا صدیق اکبر نے حضور ﷺ سے درخواست کر دی کہ یارسول اللہ ﷺ یہ میری والدہ ہیں ان کے لئے دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ انکو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشے اور یہ جہنم کی آگ سے بچ جائے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، جس کی برکت سے وہ مسلمان ہو گئیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق کے ساتھ اس واقعہ کے پیش آجانے کے بعد حضور ﷺ کی نظروں میں ابوبکر کی وقعت اور عزت پہلے سے بڑھ گئی اور سیدنا صدیق اکبر آپ ﷺ کے راز دار اور محبوب بن گئے۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق میں اس قدر پیار محبت ہو گیا کہ دیکھنے والے حیرت میں پڑ گئے۔ اس کے بعد جب تک آپ ﷺ مکہ میں رہے آپ ﷺ کا معمول بن گیا کہ روزانہ دو مرتبہ ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لاتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دین اسلام کے ساتھ وابستہ پایا اور مکہ معظمہ میں ہم پر کوئی ایسا دن نہیں گزرا کہ حضور ﷺ ہمارے گھر دو دفعہ تشریف نہ لائے ہوں۔

حضور ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق کی تبلیغی سرگرمیاں اور مقابلے میں کفار و مشرکین کی طرف سے بے انتہا تکالیف، جو مسلمان ہوتا کسی نہ کسی صورت میں تکالیف میں جکڑ دیا جاتا۔ حضرت عثمان کو چچا نے رسی سے باندھ کر مارا، حضرت طلحہ کو بھی چچا نے بے انتہا مارا پیٹا۔ حضرت زبیر بن عوام کو کئی دفعہ مختلف طریقوں سے تکالیف دی گئیں۔ کئی دفعہ مارا بالآخر انکا چچا نوفل بن خولد چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور ان کی ناک میں اس قدر دھونی دیتا کہ دم گھٹنے لگتا۔ حضرت مصعب بن عمیر جو ناز و نعمت میں پلے تھے، اسلام لانے کے بعد والدین نے انکے جسم پر سے کپڑے اتار لئے بارگاہِ رسالت میں اس حالت میں پہنچے کہ جسم پر ستر پوشی کے لئے کھال کے ایک ٹکڑے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ والدین نے زنجیروں میں جکڑ دیا۔ایک عرصہ تک اسی طرح زنجیروں میں جکڑے رہنے کی قید اور تکلیف کو برداشت کیا۔ اسی طرح اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی قسم کی پریشانیوں میں جکڑے گئے۔ ان حالات کے پیش نظر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم

اجمعین کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم صادر فرمایا۔ کئی ایک صحابہ حبشہ چلے گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق بھی ہجرت حبشہ کے لئے نکلے کہ راستہ میں قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟ سیدنا ابوبکر صدیق نے کہا کہ میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ مکہ کی سرزمین فراخ ہونے کے باوجود مجھ پر تنگ کر دی گئی ہے۔ چاہتا ہوں کہ کہیں اور جا کر اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ سن کر سردار ابن الدغنہ نے کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تم جیسا آدمی نہ نکلتا ہے نہ نکالا جاتا ہے۔ تم ناداروں کے لئے سامان مہیا کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، لوگوں کے بوجھ قرض تاوان اٹھاتے ہو، مہمان نواز ہو، حق کے معین اور مددگار ہو۔ میں تم کو اپنی پناہ مین لیتا ہوں۔ تم لوٹ چلو اور اپنے شہر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرو۔ ابن الدغنہ سیدنا ابوبکر صدیق کے ساتھ مکہ آیا۔ سرداران قریش کی موجودگی میں بیت اللہ کا طواف کیا اور سرداران قریش کو مخاطب ہو کر کہا کہ ابوبکر جیسا آدمی نہیں نکلتا نہ ہی نکالا جاتا ہے۔ ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کے لئے سامان مہیا کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، لوگوں کے بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نواز ہے، حق کا معین اور مددگار ہے۔ میں انکو پناہ دیتا ہوں قریش نے سردار ابن الدغنہ کی پناہ کو قبول کیا۔ مگر ساتھ یہ کہہ دیا کہ ابوبکر سے کہو کہ اپنے گھر میں خدا کی عبادت کریں نمازیں پڑھیں اور گھر ہی میں تلاوت کریں اعلان نہ کریں اور نہ ہی علانیہ طور پر نمازیں پڑھیں باواز بلند تلاوت نہ کریں اس سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے اور اس سے ہمیں اندیشہ ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے اسلام پر کہیں فریفتہ نہ ہو جائیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق نے کئی دن تو ابن الدغنہ کے اصرار پر آہستہ قرآن پڑھنے کا التزام کیا اور عبادت بھی گھر میں ہی کرتے رہے مگر ابوبکر سے رہا نہ گیا۔ آپ نے چند دنوں کے بعد اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنالی۔ جس میں عبادت کرتے، قرآن کی تلاوت کرتے اور یہ اسلام میں پہلی مسجد ہے جو سیدنا ابوبکر صدیق نے بنائی۔ قریش کے بچے اور عورتیں ٹوٹ پڑتے اور تعجب سے لگاتار ٹکٹکی باندھے ابوبکر صدیق کو دیکھتے رہتے سیدنا ابوبکر صدیق خدا کے خوف سے بہت رونے والے مرد تھے۔ تلاوت قرآن کے وقت اپنی آنکھوں کے مالک نہیں رہتے تھے۔ ہزارہا کوششوں کے باوجود اپنی آنکھوں کو تھام نہیں سکتے تھے۔ اسی وجہ سے سامعین عورتیں اور بچے بوڑھے سیدنا ابوبکر صدیق کی تلاوت باثر سے دلوں کو قابو نہیں رکھ سکتے تھے۔ جب سرداران قریش نے یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے۔اور ابن الدغنہ کو بلایا کہ ہم نے تیرے کہنے پر ابوبکر کو امان دی تھی مگر اس شرط پر کہ وہ گھر میں پوشیدہ طور پر عبادت کریں گے علانیہ نماز و تلاوت قرآن نہیں کریں گے۔ جبکہ ابوبکر صدیق نے یہ سب کچھ علانیہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس سے ہمیں اپنے بچوں اور عورتوں کے بگڑ جانے (درحقیقت سنور جانے) کا خدشہ ہے۔ ابوبکر سے کہ دو یا اپنی شرط پر قائم رھیں یا آپ کی امان کو واپس کر دیں۔ جس پر سیدنا ابوبکر صدیق نے کہا میں نے تمہاری امان واپس کر دی۔ صرف اور صرف اللہ کی امان پر راضی ہوں۔ بس یونہی سلسلہ چلتا رہا کئی ایک صحابہ حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے مگر جو بھی مسلمان یہاں مکہ میں موجود رہا یا جس کو اللہ اسلام

قبول کرنے کی توفیق دیتا اسکو تختۂ مشق بنایا جاتا رہا بالآخر جب کفار مکہ سے دین کے پھلنے پھولنے کے انسداد کے لئے کچھ نہ بن سکا تو فیصلہ کیا کہ بہتر یہ ہے کہ محمد بن عبداللہ کو ہی قتل کر دیا جائے تو یہ اسلام کا پھیلاؤ رک جائے گا۔ جس کی اس انداز سے تدبیر کی کہ محمد ﷺ قتل بھی کر دیئے جائیں اور مقابلہ میں ہمارے آدمی قصاص سے بچ جائیں اور خون بہا کا تو کوئی مسئلہ نہیں۔ حضرت جبریل علیہ اسلام نے بحکم ایزدی آپ ﷺ کو مطلع کر دیا اور ہجرت کا حکم پہنچایا۔ اس سفرِ ہجرت میں رفاقت کے لئے کسی ایسے جانثار و فداکار کی ضرورت تھی جو خاص دوست و محرم راز ہو۔ آپ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا اخلاص رکھتا ہو۔ اور اخلاص کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا شجاع اور جانباز ہو اور شجاعت و جانبازی کے ساتھ نہایت عقیل اور مدبر ہو۔ اس لئے اس مشکل ترین سفر کے لئے (بروایت سیدنا علیؓ) اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کا ہی انتخاب فرمایا۔ دوپہر کا وقت تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنے رفیق ابوبکر صدیق کو اس حکم کی اطلاع کرنے کے لئے سر پر شدت گرمی کی وجہ سے چادر اوڑھے ابوبکر صدیق کے کاشانہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کسی نے ابوبکر صدیق کو آپ ﷺ کے آنے کی اطلاع کر دی۔ ابوبکر صدیق سمجھ گئے کہ کوئی خاص بات ہے جس کے لئے اتنی سخت گرمی میں آپ تشریف لا رہے ہیں جبکہ ایسے گرمی کے وقت میں آپ کبھی تشریف نہیں لائے۔ ابوبکر صدیق اسی انتظار میں تھے کہ آپ ﷺ نے آتے ہی حسب معمول اندر آنے کی اجازت چاہی ابوبکر صدیق اس وقت تخت پر بیٹھے تھے تخت سے اترے اور عرض گزار ہوئے یارسول اللہ تشریف لائیے۔ جب آپ ﷺ مکان میں داخل ہوئے تو سیدنا ابوبکر صدیق نے حسب معمول بڑے احترام کے ساتھ آپ کو تخت پر بٹھایا۔ احوال کے تبادلے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں کو ہٹا دو کوئی ضروری مشورہ کرنا ہے۔ ابوبکر صدیق عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ میرے گھر والے ہیں انکے علاوہ کوئی اور متنفس یہاں نہیں ہے۔ آپ بلا تامل ارشاد فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔ میں آج رات کو ہی یثرب (جو مدینہ کا پہلا نام ہے) جانے والا ہوں حضرت ابوبکر صدیق عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا مجھے بھی شرف ہمراہی نصیب ہو گا۔ ارشاد ہوا ہاں آپ میرے ساتھ چلیں گے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق خوشی سے اشکبار ہو گئے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب تک میں نے اس روز ابوبکر صدیق کو روتے نہیں دیکھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ کوئی خوشی سے بھی روتا ہے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں ان میں سے جس کو آپ پسند فرمائیں وہ میری طرف سے آپ کی خدمت میں ہدیہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیمتاً لونگا۔ حضرت اسماء بنت صدیق کہتی ہیں کہ میرے باپ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جیسے آپ کی مرضی قیمتاً لینا چاہتے ہیں تو آپ کی خوشی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے چار سو درہم کے عوض اونٹنی جس کا نام جدعاء تھا حضور ﷺ کو پیش کی۔ حضرت ابوبکر صدیق کی دونوں بچیاں سیدہ عائشہ و سیدہ اسماء رضی اللہ عنہما سامان سفر تیار کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ دستر خوان میں کچھ

کھانا لپیٹ دیا اور ساتھ ہی ایک پانی کا مشکیزہ تیار کیا۔ اس پورے پروگرام کا سیدنا علی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہم کے گھر والوں کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا۔ رات کو دونوں دوست، ایک آقائے دوجہاں، فخر الرسل سیدنا محمد رسول اللہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ اور دوسرا خادم سیدنا ابوبکر صدیق ایک ساتھ اللہ کے حکم کے مطابق اپنے شہر کو چھوڑ کر اللہ کی رضا کی خاطر یثرب کی راہ چلے۔ ابوبکر صدیق کے گھر میں جتنا پیسہ تھا وہ سب کا سب ساتھ اٹھالیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق کے والد جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور ضعیف العمری کے ساتھ بصارت سے محروم ہوچکے تھے۔ صبح کہنے لگے اے بیٹی اسماء تمہارے باپ نے تمہیں دوہری تکلیف دی ہے۔ ایک خود تمہیں چھوڑ کر چلے گئے دوسری یہ کہ جو رقم گھر میں تھی وہ ساتھ لے گئے۔ جس پر سیدہ اسماء کہنے لگیں نہیں دادا جان وہ ہمارے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ اور جہاں رقم پڑی ہوئی تھی اس جگہ پتھر لاکر رکھ دیا، اس پر کپڑا ڈال کر دادا کو اطمینان دلانے کے لئے اسی پر ہاتھ رکھوا کر کہا کہ سب کچھ پڑا ہے وہ مطمئن ہوگئے۔ حضور ﷺ مع اپنے رفیق سیدنا ابوبکر صدیق مکہ سے نکلے، سفر ہجرت کا آغاز ہوا۔ ابوبکر صدیق چلتے چلتے کبھی حضور ﷺ کے آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے۔ کسی وقت دائیں اور کسی وقت بائیں۔ حضور ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔ عرض گزار ہوئے، جب دل میں خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں کمین گاہ سے کوئی دشمن نہ نکل آئے کہ آپ پر حملہ کردے۔ تو مدافعت کے لئے آگے ہوجاتا ہوں اور جب دل میں یہ کھٹکا لگتا ہے کہ کوئی دشمن آپکے تعاقب میں نہ ہو تو پیچھے ہوجاتا ہوں اسی طرح دائیں بائیں آپ ہی کی نسبت خوف لگا ہوا ہے۔ رات کی تاریکی میں پتھریلی زمین پر چلنے اور ٹھوکریں کھانے کے سبب دونوں حضرات کے پاؤں زخمی ہوچکے تھے۔ حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کا انگوٹھا شدید زخمی ہوچکا تھا جس سے خون بہنے لگا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کے نعلین مبارک میں خون جم گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق اس صورت حال کو دیکھ کر سخت افسردہ ہوئے بالآخر اپنے زخموں کی پرواہ کئے بغیر آپ ﷺ کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور اسی طرح حضور ﷺ کو اٹھائے غار ثور تک پہنچ گئے۔ رات کا وقت ہے تقریباً سات میل کا فاصلہ طے کرکے اسی جگہ غار ثور تک پہنچے جو غار حشرات اور کیڑے مکڑوں کا مسکن بنی ہے۔ جہاں کسی انسان نے آج تک پاؤں نہیں رکھا۔ دونوں بزرگوں نے اندر جانے کا ارادہ کیا مگر صدیق اکبر عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ ٹھہریئے! میں پہلے اس غار کو صاف کرلوں، ممکن ہے کسی موذی جانور نے یہاں بسیرا کررکھا ہو، کہیں آپ کو تکلیف نہ پہنچادے۔ اندر گئے ایک اندھیری رات دوسرا غار کا اندھیرا بڑی احتیاط سے صفائی کی معلوم ہوا کہ اس غار میں سوراخ ہیں مبادا کہیں

ان سوراخوں سے کوئی موذی جانور نہ نکل کر میرے آقا ﷺ کو تکلیف دے۔ اپنی چادر کو پھاڑ کر سوراخ بند کیئے مگر ابھی ایک سوراخ باقی ہے اور جو چادر تھی وہ ختم ہوگئی۔ کوئی چیز ایسی نہیں کہ اس سوراخ کو بند کیا جائے۔ اس سوراخ پر اپنے پاؤں کی ایڑھی رکھ دی اور نبی کریم ﷺ کو اندر بلالیا۔ حضور ﷺ اپنے دوست سیدنا ابوبکر صدیق کی درخواست پر ان کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما ہوگئے۔ سانپ نے سوراخ میں

سے ابوبکر صدیق کی ایڑھی پر ڈس لیا درد شدید ہوا مگر اس خوف سے کہ کہیں سانپ حضور ﷺ کو تکلیف نہ پہنچاسکے۔ اپنی ایڑھی اسی سوراخ میں جمائے رکھی اور آپ کے آرام کی وجہ سے وجود میں کسی قسم کی حرکت بھی نہ آنے دی کہ حضور ﷺ کے آرام میں خلل واقع ہو۔ شدت درد کی وجہ سے بےاختیار سیدنا ابوبکر صدیق کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے جو حضور ﷺ کے چہرہ انور پر جاگرے جس سے آپکی آنکھ کھل گئی آپ ﷺ نے فرمایا، ابوبکر کیا ہوا کیوں رو رہے ہو؟ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ابوبکر صدیق کی ایڑھی پر لگایا جس سے اسی وقت درد ختم ہوگیا۔ تین دن تین راتیں اسی غار میں نبی و صدیق اکٹھے رہے سیدنا ابوبکر صدیق نے حق رفاقت کو اس قدر احسن طریقے سے ادا کیا کہ مال وجان سب کے سب اپنے دوست اور آقا ﷺ پر نچھاور کردی۔ غار کے تین دنوں میں سیدنا ابوبکر صدیق کے لخت جگر جناب عبداللہ مکہ میں لوگوں کی ہونے والی چہ مگوئیاں رات کو غار میں آکر بتاجاتے۔ سیدنا ابوبکر کے غلام عامر بن فہیرہ جو سیدنا ابوبکر کی بکریاں چرایا کرتے تھے سارا دن ادھر ادھر بکریاں چراتے رہتے شام کو واپس جاتے ہوئے کہ کسی کو شک نہ پڑے اندھیرا کر دیتے اور غار کے منہ پر بکریاں لے آتے اور دودھ دوہ کر غار میں پہنچاتے اور ملاقات کا شرف حاصل کر کے واپس ہوجاتے۔ گویا اتنے نازک حالات میں بھی حضور ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق کے غلام تک اعتماد کیا واقعی ابوبکر صدیق کا پورا گھرانہ ہی ایسا تھا کہ آپ ﷺ نے ان پر اعتماد کیا بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ پورا گھرانہ ہی ایسا تھا کہ ان پر اعتماد کیا جاتا۔ یہی تو وجہ ہے کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر سے دوسرے دن جب ابوجہل نے پوچھا کہ تمہارا باپ کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے کیا معلوم، جس پر غصے میں آکر ابوجہل نے اتنا زور دار تھپڑ رسید کیا کہ کان کی بالی کان کے چرجانے سے گر پڑی مگر کیا مجال کہ سیدنا ابوبکر صدیق کی بیٹی راز فاش کرتی۔
تین دن کے بعد نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار سے باہر آگئے اور عامر بن فہیرہ وعدہ کے مطابق دو نوں اونٹنیوں کو غار کے سامنے لائے جس پر سوار ہو کر یثرب (مدینہ) کی راہ لی۔ پہنچتے ہی مسجد کی ضرورت پیش آئی۔ جس جگہ کا حکم خداوندی کے مطابق انتخاب ہوا وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ ایک کا نام سہیل اور دوسرے کا نام سہل تھا۔ انکی خواہش تھی کہ یہ جگہ حضور ﷺ بلامعاوضہ قبول فرمالیں مگر حضور ﷺ نے اپنے صدیق سیدنا ابوبکر صدیق کو حکم دیا کہ اس کی قیمت ادا کریں۔ اسکی پوری قیمت سیدنا ابوبکر صدیق نے ادا کی بایں طور ہجرت کو چلتے ہوئے گھر میں موجود ساری رقم جو ساتھ لائے تھے۔ مسجد نبوی کی زمین خریدنے پر صرف ہوئی جہاں مسجد نبوی بنائی گئی۔ جس مسجد کے بن جانے پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم المساجد الانبیاء" میں انبیاء کو ختم کرنے والا ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد کو ختم کرنے والی ہے۔ یعنی میرے بعد نیا نبی نہیں جب نبی نہیں تو کوئی اور مسجد ایسی نہیں بنے گی جس کی نسبت کسی نبی کی طرف کی جائے بلکہ میری مسجد انبیاء کی مساجد کو ختم کرنے والی ہے۔ یہی وہ مسجد ہے جس میں

ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق کی وفات ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق ۲۲/ اگست ۶۳۴ء، بروز سوموار، سورج غروب ہونے کے بعد ہوئی وفات کے وقت انکی عمر تریسٹھ برس تھی۔ حضرت عمر بن الخطاب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد جنازہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں لے گئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ زندگی بھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہنے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد بھی رحمت اللعلمین کی معیت ورفاقت عطاء فرمائی ختم نہ ہوئی۔ رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین۔

بقیہ از ص ۸

اس قسم کے دو پاؤں پر چلنے والے حیوان کیا مسلمان کہلانے کے حق دار بھی ہیں؟

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ابدی، انمٹ اور ناقابل ترمیم اصولوں کے منکر بھی مسلمان ہوتے ہیں؟

ان سے تو ہو گی رونق ہرگز نہ گلستاں کو
یہ نونہال دیں گے حسرت ہی باغباں کو

جانباز مرزا مرحوم کی لائبریری اور محترم خالد جانباز صاحب کا ایثار

تحریک آزادی کے مجاہد کارکن، مجلس احرار اسلام کے رہنما اور معروف انقلابی شاعر حضرت جانباز مرزا مرحوم کی ذاتی لائبریری کا شمار پاکستان کی نادر لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ خاص طور پر تقسیم ہند سے قبل اور بعد کا اخباری ذخیرہ اس لائبریری کا امتیاز ہے۔

گزشتہ دنوں برادرم مکرم خالد جانباز صاحب نے اپنے عظیم والد مرحوم کی لائبریری کا تمام تاریخی ریکارڈ راقم کے حوالے کر دیا کہ اس تاریخی اثاثہ سے دیگر لوگ بھی استفادہ کر سکیں اور جانباز مرزا مرحوم کا فیض جاری رہے۔

ادارہ نقیب ختم نبوت کے تمام اراکین محترم خالد جانباز صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے دعا گو ہیں۔ ان شاء اللہ یہ ذخیرہ "گوشۂ جانباز" کے نام سے محفوظ کیا جائے گا اور اس کی تفصیل نقیب میں بھی شائع کر دی جائے گی۔

نیاز مند
سید محمد کفیل بخاری
مدیر، نقیبِ ختم نبوت ملتان